International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 02,July-Dec 2023
PP:131-137

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

خلافت وجمہوریت کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد کی فکر کا مطالعہ

A study of Moulana Abu Kalam Azad's thoughtsabout Caliphate and democracy

Abdul Qadeer Siddiq
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
***Email:** aq487214@gmail.com*

ABDUL BAQI
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
***Email:** abdulbaqi@hu.edu.pk*

Syed Zulfiqar shah
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
***Email:** syedzulfi@509.com*

Abstract

Maulana Abdul Kalam was a Mujahideen of the Azad Azad Movement of India, an intellectual, a visionary, a leader of the nation and the nation, an invincible knight in the field of politics, an interpreter of the Qur'an, a social thinker and a political thinker. Your intellectual depth and political foresight can be understood by listening to your writings and your sermons. Maulana Azad is a great scholar and political thinker. This can be understood from their doubts. Maulana Azad has written a great book on the issue of Khilafat. The way Molana has covered the problem of caliphate in this book is his specialty. The conditions of Imamate and Khilafat have been explained and arguments have been presented from the texts of the Sunnah and the consensus of the Ummah. In the context of the exodus against the ruler, highlighting the incident of Imam Hussain, the Muslims of India have brought the discussion to the Caliphate of Sultans. Maulana Azad's political ideas are powerful and democratic

CC BY

thinking and perspective is so strong that the sleep of the government of that time has become haram.

Key Words: *Islamic Shariat, Punishments, Human civilization, welfare, worshiping.*

موضوع کا تعارف

مولانا ابوالکلام آزاد تحریک آزادیٔ ہند کے مجاہد، دانشور، دور اندیش، رہبر قوم وملت، میدان سیاست کے ناقابل تسخیر شہسوار، مفسر قرآن سماجی مفکر اور سیاسی مدبر تھے۔آپ کی تصنیفات اور آپ کی خطبات کو سن کر آپ کی فکری گہرائی اور سیاسی دور اندیشی سمجھی جاسکتی ہے۔ مولانا آزاد ایک عالی مرتبت علمی شخصیت اور سیاسی مفکر ہیں۔اِس بات کا اندارہ اُن کی تحیرات سے لگایا جاسکتا ہے۔ مولانا آزاد نے مسئلہ خلافت پر ایک زبردست کتاب لکھی ہے۔ مولانا نے اِس کتاب کے اندر جس طرح مسئلہ خلافت کو سمیٹا ہے یہ انھی کا خاصہ ہے۔ امامت وخلافت کی شرائط بیان کی ہین اور اِس پر نصوصِ سنت اور اجماع امت سے دلائل پیش کیے ہیں۔ حکمران کے خلاف خروج کے تناظر میں واقعہ امام حسین رضی اللہ عنہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بحث کو مسلمانانِ ہند خلافتِ سلاطین تک لے آئے ہیں۔ مولانا آزاد کے سیاسی خیالات طاقتور اور جمہوری سوچ ونقطہ نظر انتہائی قوی ہے کہ اُس وقت کی حکومت کی نیندیں حرام ہوئی ہیں۔

موضوع تحقیق کے بنیادی سوالات

الف۔ خلافت وجمہوریت کی تعریف اور ان کے خصائص کیا ہیں؟

ب۔اسلام اور جمہورت میں مطابقت ہے یا تضاد؟

ج۔ مولانا آزاد کی خلافت اور جمہوریت کے بارے میں نقطہ نظر کیا ہے؟

خلافت

خلافت عربی زبان کا لفظ ہے۔

امام راغب اصفہانی اپنی کتاب (مفردات) میں اس کی وضاحت اِن الفاظ میں کرتے ہیں۔(خلافت کسی دوسرے کی نیابت ہے۔خواہ یہ غائب ہونے کی وجہ سے یا موت کی وجہ سے یا اس کے عجز کے سبب سے یا اس شخص کو بزرگی عطا کرنے کے لیے جسے خلیفہ بنایا گیا ہو۔ [(1)]

خلافت جانشینی اور قائم مقامی کے ساتھ نیابت اور نیابتی حکومت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ بھی جانشین اور قائم مقام کے ساتھ ساتھ نائب اور نیابتی حکومت کے سربراہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی معنی:

امام ماوردی نے خلافت کی تعریف اس طرح کی ہے۔(امامت یعنی اسلامی حکومت دینِ اسلام کی حفاظت اور دنیا کی اصلاح وتدبیر اور نظم ونسق چلانے میں نبی کرم ﷺ کی نیابت کے لیے بنائی جائے۔[(2)]

اِبن خلدون نے خلافت کی تعریف اِس طرح کی ہے کہ (خلافت در حقیقت دین کی حفاظت اور دین کے ذریعہ کی اصلاح

وتدبیر و نظم و نسق چلانے میں صاحبِ شریعت نبی کریم ﷺ کی نیابت کا نام ہے)۔ (3)

جمہوریت

جمہوریت کا لفظ جمہور سے نکلا ہے جس کا معنی ہے آدمیوں کا مجموعہ ،انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کے مقالہ نگار کے مطابق ایک ایسی طرزِ حکومت کا نام ہے جسے اپنے ہی لوگ چلا رہے ہوں اور جدید طرزِ عمل کی رو سے آزاد انتخابی اور نمائندہ اداروں کے انتظام میں ہو اور ہیئتِ حاکمہ ہوتی ہے جس میں ریاست جوابدہ ہو۔ (4)

جمہوریت ایک ایسی حکومت ہوتی ہے جس میں ریاست کے حاکمانہ اختیارات قانونی طور پر پورے معاشرہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ جمہوریت کا لفظ آمریت ، مطلق العنانیت اور ملوکیت کے نظام کے خلاف ایک نظامِ حکومت کی اصلاح کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کا نظری اور عملی ارتقاء اور اس کی نوعیت، دائرہ عمل میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کہیں شہریوں کی براہِ راست حکومت کا اصول اختیار کیا گیا، کہین آزادی و مساوات کو اہمیت دی گئی اور کبھی معاشی انصاف کو مطمع نظر بنایا گیا۔ اسی طرح بتدریج جمہوریت مختلف شکلین اختیار کرتی اپنی مسلمہ اُصول بنا سکی۔ لیکن یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ابھی تک جمہوریت کا مکمل نمونہ نہیں پیش کیا جا سکا مختلف شکلین آج بھی موجود ہین، مختلف نظام ہائے سیاست کو جمہوریت کہا جاتا ہے۔ (5)

خلافت اور جمہوریت کے خصائص

الف۔ اقتدارِ اعلیٰ:

خلافت میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور وہی قانون سازی کا مرجع اور اس کی نازل کردہ شریعت یعنی صرف قرآن وسنت کی نصوص سب پر حاکم ہے۔ (6)

ب۔ شورائیت:

سربراہ مملکت کا تقرر پوری امت کی جانب سے منتخب کردہ افراد مشورہ سے معاملہ کو قطعی شکل دیں گے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ وَشَاوِرۡھُم فِی الۡاَمرِ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے معاملات شوارئی نظام سے طے ہونے چاہیے۔ (7)

ج۔ اجتماعی عدل کا قیام:

خلافت میں تمام شہریوں کو عدل وانصاف کا برابر حق حاصل ہے۔ انبیاء کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد عدل وانصاف کا قیام ہے۔ (8)

د۔ مساوات:

مساوات یکسانیت کو کہا جاتا ہے۔ نظام خلافت میں مساوات صرف قائم نہیں کی جاتی بلکہ اسے ریاستی پالیسی اور اُصول کے طور پر نافذ کیا جاتا ہے۔ (9)

ہ۔ انسانی حقوق کا تحفظ:

نظامِ خلافت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اِس میں تمام انسان ایک ہی جیسے حقوق رکھتے ہیں۔ اِن حقوق میں کسی قسم کی تفاوت نہیں ہے۔ جہاں انسان ہو گا وہاں اس کی عظمت ہو گی۔ جہاں عظمت ہو گی وہاں حقوق محفوظ ہونگے۔ (10)

و۔ آزادیٔ اظہار:

نظامِ خلافت میں آزادیٔ اظہار کی اجازت ہے بلکہ آزادیٔ اظہار کی قدر کی جاتی ہے۔ اسلام میں آزادیٔ اظہار کا تصور پابندی اور جوابدہی سے مربوط ہے۔ اگر اس نظام کو اخلاقیات سے مربوط نہ کیا جائے تو معاشرہ میں بداخلاقی اور بدعنوانی آتی ہے۔ (۱۱)

جمہوریت کے خصائص

الف۔ عوام کی حاکمیت:

جمہوریت کا بنیادی نظریہ عوام کی حاکمیت اور خود مختاری ہے۔ عوام کو اپنے من پسند نمائندے اپنی مرضی کے قوانین بنانے اور من پسند افراد کے چننے اور خواہشات کے مطابق ملک چلانے کا اختیار ہے۔

ب۔ عوامی نمائندے کا تصور:

ریاست کا ہر فرد ملکی معاملات میں شریک نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا عوامی نمائندوں کو کثرت کی بنیاد پر منتخب کیا جاتا ہے۔

ج۔ آئین کی بالادستی:

جمہوریت میں آئین کو بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ آئین کو عظمت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ملکی تنازعات میں اسے ایک فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔

د۔ سیاسی مساوات:

جمہوریت میں ہر بالغ فرد رائے دینے کا اہل تصور کیا جاتا ہے۔ تمام افراد کے ووٹ کی یکساں اہمیت ہوتی ہے۔

و۔ کثرتِ رائے:

جمہوریت میں ووٹنگ ہو یا قانون سازی تمام فیصلے اکثریت کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں۔ اکثریت کی خلاف ورزی جمہوریت کے بنیادی تصور کی مخالفت ہے۔

ی۔ آزادی:

اپنے نظریات اور رائے کے اظہار کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ اسے جمہوریت کا بنیادی اُصول قرار دیا جاتا ہے۔ ریاست کی نظر میں ہر ایک کو اپنے مذہب پر عمل، تبلیغ و اشاعت کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔ ریاست افراد کے درمیان کوئی تفریق روا نہیں رکھتی۔ (12)

اسلامی اور جمہوریت میں مطابقت

اسلام اور جمہوریت کی ترکیب جب ہم سنتے ہیں تو ہمارا ذہن اس طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ شاید اسلام اور جمہوریت میں تضاد پایا جاتا ہے یعنی اِسلام جمہوریت سے متصادم ہے۔ حالانکہ ایسی بات ہیں ہے نہ اسلام جمہوریت سے برسرِپیکار ہے اور نہ جمہوریت کو اسلام کے خلاف تلوار اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ جمہوری قدروں کی قدر ہمارے ہاں نہیں کی جاتی اور یہ قصور جمہوریت کا نہیں بلکہ اس کے پیروکاروں کا ہے۔ اسلام ایک جمہوری مذہب ہے۔ اس کی سیاست کی اساس بھی یہی ہے۔ اور یہی اس کا انداز اور اصول فرماں روائی ہے۔

اسلام کسی مرحلہ میں بھی دین اور دنیا میں تضاد کا قائل نہیں ہے۔ اس کے نزدیک ان دونوں کا باہمی تعاون ضروری ہے۔

اسلام کا نقطہ نظریہ ہے کہ مکمل دنیا در حقیقت مکمل دین ہے اور مکمل دین مکمل دنیا کا خواہاں ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

رَبَّنا اٰتِنَا فِی الدُّنیا حَسَنَۃً وَّفِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار (۱۳)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی ہو، اور ہمیں دوزخ کی عذاب سے بچالے۔

جمہوریت کا اطلاق تین معنوں میں ہوتا ہے۔ وہ ریاست جس میں حاکمیت کا حق ریاست کے جمہور کو مانا جاتا ہے۔ اور جہاں قانون کا ماخذ کوئی خاندان اور طبقہ نہیں ہوتا۔ وہ طرز حکمرانی جس میں حکومت عوام کے منتخب نمائندوں کی ہوتی ہے۔ موروثی طور پر کسی خاندان یا مخصوص طبقہ اور افراد کی نہیں، جمہوریت میں منتخب نمائندوں کا احتساب اور ان کو بدل دینے کا اختیار بھی رہتا ہے۔ جمہوریت کچھ قدروں کا نام بھی ہے۔ جس میں فکر و خیال کی آزادی عقیدہ مذہب بنیادی حقوق کا تحفظ قانون کی بالادستی ہر ایک کے لیے ترقی کے یکساں مواقع شامل ہیں۔ اس طرح پہلے معنی میں جمہوریت اور اسلامی فکر میں کھلا تصادم ہے۔ کیونکہ اسلامی طرز حکومت میں حاکمیت جمہور کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ اور قانون کا ماخذ جمہور نہیں بلکہ کتاب و سنت ہے البتہ دوسرے معنوں کے اعتبار سے اسلام اور جمہوریت میں کوئی تصادم نہیں اور آج کی جمہوریت اور اسلامی فکر میں کوئی فرق نہیں اور اسی مناسبت سے اسلامی جمہوریت کو اسلامی کہہ دیا جاتا ہے۔ (14)

اسلام کے شورائی نظام کو جمہوریت کے نظام کے ہم اہنگ قرار دیا جا سکتا ہے، جمہوریت کے پہلوؤں کی واضح جھلک اسلام کے سیاسی نظام میں نظر آتی ہے۔ لیکن جمہوریت کا وہ پہلو جو اقتدار کو نظرانداز کر کے انسان کو ہر طرح کی آزادی اور اظہار رائے میں اپنی خواہشات نفس کا تابع بنائیں وہ اسلام کے سیاسی نظام سے مطابق نہیں رکھتا جس طرح سیاسی نظام میں ملوکیت کے مخالف ہے اسی طرح اسلام جمہوریت کو جوں کا توں اختیار کرنا ناپسند کرتا ہے۔ موجودہ دور میں مسلمان کوئی قابل ذکر سیاسی طاقت نہیں رکھتے لیکن اسلامی جمہوریت کے خد و خال کو نمایاں کیا جائے اس کے امکانات ہیں ایک خالص اسلامی روحانی جمہوریت کی تصویر سامنے آسکے۔ (15)

مولانا عبدالکلام آزاد کے سیاسی تصورات:

مولانا ازاد کے سیاسی خیالات طاقتور اور جمہوری نقطہ نظر انتہائی قوی ہے۔ اپنے عہد کی سیاست پر ان کی گہری نظر اور میدان سیاست کے نشیب و فراز سے وہ پوری طرح واقف تھے۔ مولانا ازاد کی سیاسی بصیرت کا اندازہ ان کی سیاسی افکار سے ہوتا ہے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی قومی اتحاد اور ملک کی تعمیر و ترقی میں انہوں نے جو رول ادا کیا وہ نا قابل فراموش ہے۔

سیاست کے میدان میں جب انہوں نے قدم رکھا تو زندگی کے اخری دور تک اس میں حصہ لیتے رہے مولانا آزاد کی سیاسی افکار پر اس دور میں کافی تنقیدے بھی ہوئیں۔ (16)

مولانا ازاد کا خیال تھا جب تک ہم اسلام کی پیروی کریں گے ہمیں سیاست میں ہندوؤں کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہمیں صرف اور صرف خدا سے ڈرنا چاہیے اگر تم ہندوستان میں رہنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنے پڑوسیوں کو گلے لگانا چاہیے مولانا کی فکر کی

وسعت کا اندازہ ان کی تحریر سے ہوتا ہے۔ (17)

اسلام نے تنگ نظری اور جنسی و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے۔ وہ انسانی اوصاف و خصائل کے اعتراف اور انسانی رحم و محبت کے جذبات کو محض تمیز، مذہب و قوم کے تابع نہیں کرتا، اسلام نے ہمیں سکھلایا ہے کہ ہم ہر اچھے انسان کا احترام کریں خواہ وہ کسی مذہب کا پیرو اور کسی بھی قوم کا فرد ہو۔

مولانا آزاد کا بڑا انوکھا اور بہت اہم کام یہی تھا کہ انہوں نے روحِ اسلامی کو روحِ عصر کے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور ان مثبت ترقی پسند اور صحت مند قدروں کو جمہوریت قومی اتحاد سیکولر سماج عالمگیر انسانیت بنیادی انسانی حقوق اور آزادی ملک و قوم کو اسلامی سیاسی نظر کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کی۔ مولانا ازاد نے اپنے سیاسی افکار کی بنیاد ہی اسلام میں احترامی ادمیت کا جو جذبہ تھا شاید اسی کا نتیجہ ہے کہ تحریک ازادی کے دوران وہ ملک کے تمام طبقوں میں آزاد کی لہر دوڑانے میں کامیاب ہو گئے۔ مولانا ازاد کے نزدیک سیاست سے مذہب کو الگ کر دیا جائے تو کچھ باقی نہیں رہے گا اس لیے وہ جہاں مسلمانوں کو جنگ ازادی میں حصہ لینے کی ترغیب دیتے رہے ہیں وہیں پر انہوں نے مسلمانوں سے کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ اپنے مذہبی روایات اور تہذیب سے دستبردار ہو جائیں۔ وہ قرانی تعلیمات کی روشنی میں مذہب اور سیاست میں ہم اہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے تاکہ مسلمان بھی ہندوستانی قومی تحریک کا ایک ایسا جز بن جائیں جسے علیحدہ کرنا مشکل نہیں ناممکن ہو۔ (18)

مولانا ازاد کی سیاسی افکار کی انفرادیت نے ان کی قومی سیاست نظریہ پر رکھی تھی لیکن ہندوستانی مسلمانوں کی بد قسمتی رہی کہ وہ مولانا ازاد کے مشن کو سمجھنے میں ناکام رہے۔ تحریک حزب اللہ کے ذریعے مولانا آزاد نے دن اعلیٰ اسلامی قدروں کو روشناس کراتے ہوئے مسلمانوں کو اپنا فرض منصبی یاد دلانے کی کوشش کی۔ اس کی مخالفت خود مسلمانوں کی جانب سے ہوئی۔ بعد کے دور میں وہ جب ایک قومی قائد بن کر اُبھرے اور تحریک آزادی کے ہر اول دستے میں شامل ہوئے اور خلوت نشینی اختیار کی لیکن جب قوم پر مصائب آئے تو پھر عوامی زندگی میں آئے اور ایک آندھی بن کر قومی سیاست پر چھا گئے۔ (19)

نتائج البحث:

۱۔ اسلام کے شورائی نظام کو جمہوریت کے نظام کے ہم آہنگ قرار دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ جمہوریت کچھ قدروں کا نام ہے جس میں فکر و خیال کی آزادی عقیدہ مذہب بنیادی حقوق کا تحفظ، قانون کی بالادستی ہر ایک کے لیے ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں۔

۳۔ مولانا آزاد کا خیال تھا جب تک ہم اسلام کی پیروی کریں گے ہمیں سیاست میں ہندوؤں کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۴۔ مولانا آزاد کے نزدیک سیاست سے مذہب کو الگ کر دیا جائے تو کچھ باقی نہیں رہے گا۔

۵۔ اسلام نے تنگ نظری اور جنسی و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے۔

۶۔ اسلام نے سکھایا کہ ہر اچھے انسان کا احترام ہونا چاہیے۔ خواہ وہ کسی بھی مذہب کا پیرو اور کسی بھی قوم کا فرد ہو۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

۱. مفردات القران، امام راغب اصفہانی، لاہور۔ ص: ۲۹٤

۲. الاحکام السلطانیة، علی بن محمد بن الماوردی، ص: ۲۱۱

۳. مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمان ابن خلدون، بیروت ص ۲۱۱

۴. اردو دائرہ اسلامیہ، لاہور پنجاب یونیورسٹی، ج: ۷، ص: ٤۳۱

۵. خلافت و جمہوریت اور شخصی حکومت، تقابلی جائزہ (آرٹیکل)

٦. اسلام کا سیاسی نظام، مفتی محمد سراج الدین قاسمی، ایفا پبلیکیشز، نئی دہلی، ص: ۲٤۷

۷. اسلامی ریاست، مولانا ابو علی مودودی، اسلامی پبلیکیشز لاہور، ص: ۲٥٦، ۲٥۷

۸. تفہیم القرآن، مولانا ابو اعلی مودودی،ادارہ ترجمان القران، لاہور، ج: ۲ ص: ٥٦٥

۹. اسلامی معاشرتی نظام، خالد علوی، الفصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ص: ۲۰۳

۱۰. تفہیم القران، مودودی، ج: الف: ص: ۲٤

۱۱. اسلام کا تصور آزادی، صفدر زبیر ندوی، ایفا پبلکشز نئی دہلی، ص: ۱۱۸

۱۲. اسلامی جمہوریت کا فلسفہ، سمیع اللہ سعدی، ماہنامہ الشریعہ، دسمبر ۲۰۱۳

۱۳. البقرہ: ۲، ۲۰۱

۱۴. سیکولرزمز جمہوریت اور انتخابات، ڈاکٹر عبدالحق انصاری، الفصیل ناشران و تاجران کتب، ص: ٦,۷

۱۵. اسلام کا سیاسی نظام، سراج الدین قاسمی، ص: ۲۹۷

۱٦. ہفت روزہ (ھ ت، شمارہ، ۲۰ نومبر تا ۲٦ نومبر ۲۰۲۲۔

۱۷. ایضاً

۱۸. ایضاً

۱۹. ایضاً